آئینی قراردادِ اقلیت بارے نامناسب رویہ

عبداللطیف خالد چیمہ

ٹیلی وژن چینلز کے اینکرز اور کالم نویس ہمارے لئے قابل احترام ہیں، لیکن میڈیا پر جو کچھ لکھا اور دکھایا جا رہا ہے ان میں سے بہت کچھ قابلِ اعتراض بھی ہے، گزشتہ کچھ عرصہ سے آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین کو تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے، روزنامہ ''ایکسپریس'' ۱۷ جنوری ۲۰۱۳ء کے ادارتی صفحے پر ''صدائے جرس'' کے عنوان سے اپنے کالم میں ''مقتدا منصور'' رقمطراز ہیں کہ

''ملک میں آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ نیا نہیں ہے، اس کی جڑیں ماضی کے غلط فیصلوں میں پیوست ہیں۔ قراردادِ مقاصد جناح کے تصور پاکستان پر پہلا باضابطہ حملہ تھا، جس نے ریاست میں شدت پسندی کی بنیاد رکھی۔ اس کا پہلا مظاہرہ ۱۹۵۳ء میں لاہور سمیت پنجاب کے چند شہروں میں پرتشدد مظاہروں کی شکل میں سامنے آیا۔ پھر ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ سے وہ کام لیا گیا، جو اس کا مینڈیٹ نہیں تھا۔''

موصوف کی خدمت میں ادب سے درخواست ہے کہ وہ ملک کی نظریاتی شناخت کو منہدم کرنے والوں کی فہرست میں اپنا شمار کرانے کے شوق میں طے شدہ آئینی معاملات کو متنازعہ بنانے سے گریز کریں، بانی پاکستان کا نام لے کر اپنا خبث باطن ظاہر نہ کریں اور نہ ہی اپنے موہوم خیالات کو بانی پاکستان سے منسوب کریں۔ پاکستان ''اسلامی فلاحی ریاست'' کے قیام کے لئے معرض وجود میں آیا تھا اور بانی پاکستان نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۰ء کو احمد آباد (گجرات) کے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''ہمیں مسلمان اقلیتی صوبوں میں اپنی قسمت پر شاکر رہنا چاہیے اور اپنے اکثریتی صوبوں میں ''پاکستان'' کی شکل میں آزادی حاصل کر کے خود مختار آزاد حکومت قائم کر کے اپنی زندگی اسلامی قوانین کے مطابق گزارنی چاہیے۔''

پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے اہل حق اکابرِ احرار نے اس بات کو واضح کیا کہ قیامِ ملک کے مقاصد کی طرف پیش رفت ہونی چاہیے اور محض ۱۹۳۵ء کے ایکٹ میں صرف ترمیمات پر اکتفا نہ کیا جائے، تو تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے سے قراردادِ مقاصد پیش اور پاس ہوئی، اب قراردادِ مقاصد کو جناح کے پاکستان پر پہلا حملہ قرار دینے والے یا تو قیام ملک کے پس منظر سے مکمل ناواقف ہیں یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں، ہم ان سے فی الوقت اتنی گزارش کرنا چاہیں

گے کہ وہ تاریخ اور بانیٔ پاکستان کے فرمودات کا ازسرِنو مطالعہ فرمائیں۔'' ۱۹۵۳ء میں لاہور سمیت پنجاب کے چند شہروں میں پُرتشدد مظاہروں'' کی بابت صاحبِ کالم سے درخواست ہے کہ وہ کسی آنکھوں والے استاد کی شاگردی اختیار فرمائیں جو ان کو بتائے کہ قادیانی پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کی تیاریاں کر رہے تھے اور مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو احمدی سٹیٹ بنانے کا اعلان کر دیا تھا وغیرھم، جس پر اسلامیانِ پاکستان نے ''تحفظِ ناموسِ رسالت'' کے لئے تحریک ختمِ نبوت برپا کی۔ رہی بات تشدّد کی تو موصوف خود بتائیں کہ تشدّد کس نے کیا اور شہداء کے سینے گولیوں سے چھلنی ریاستی طاقت کے ساتھ آخر کیوں کیے گئے، بجز جرمِ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اُن بے گناہوں کا قصور کیا تھا؟ سیکولر درندوں نے خونِ معصوماں کی ندّیاں بہائیں۔ اور وہ مقدس خون اس وقت سے اب تک بے خدا عوامی پارٹیوں اور نام نہاد مسلم لیگوں میں پناہ پانے والے غدّار سرشت لبرل فاشسٹوں کے سر ہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کی بابت کالم نگار نے لکھا ہے کہ ''پارلیمنٹ سے وہ کام لیا گیا جو اس کا مینڈیٹ نہیں تھا۔'' اس پر ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ اُس وقت کی پارلیمنٹ کو آپ کے ممدوح جمہوری نظام کے بدولت حاصل ہونے والی عوامی نیابت کے باوجود اگر مینڈیٹ نہیں تھا تو موصوف کو یہ مینڈیٹ کب حاصل تھا یا ہے؟

جناب والا! یادوں کے دریچوں کو ذرا کھول کے دیکھیں اور تاریخ کی مانگ سے حقائق کی افشاں مانگ کر دیکھیں تو یہ جھلملاتی روشنی اُن کی آنکھوں کو خیرہ کرے گی کہ ۱۹۷۴ء کی قراردادِ اقلیت، ۱۹۷۳ء کے آئین سے بھی زیادہ متفق علیہ ہے، کیونکہ ۷۳ء کے آئین کی منظوری کے وقت نیشنل عوامی پارٹی کے ایک رکنِ قومی اسمبلی نے اختلاف کرتے ہوئے اس پر دستخط نہیں کئے تھے، جبکہ ۷۴ء کی قراردادِ اقلیت پر نیشنل عوامی پارٹی کے اُس رکن قومی اسمبلی نے بھی دستخط کئے تھے۔ اور سادہ سا سوال مسٹر مقتدا منصور سے یہ ہے کہ اگر بقیہ آئینی قراردادوں کے لئے اسی قومی اسمبلی کو مینڈیٹ حاصل تھا تو دنیا کے کس پولیٹیکل قانون اور سِوَل کوڈ آف کنڈکٹ کے تحت اِسی مخصوص قرارداد کی منظوری کا مینڈیٹ اس اسمبلی کو حاصل نہیں تھا؟ اگر فرصت ملے تو کبھی اس سوال کے جواب میں بھی اپنی گھنٹی کی صدا سامعہ نواز کریں۔ جواب تراشنے میں دقت کی صورت میں کم از کم اتنا وقت تو اپنے مصروف شیڈول میں سے ارزاں فرمالیں جس میں پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی اُس تقریر کا مطالعہ کرلیں جو انہوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو قومی اسمبلی میں اس قرارداد کی منظوری کے بعد کی تھی۔

اعلان

سالانہ تحفظِ ختمِ نبوّت کانفرنس اور فقید المثال جلوس چناب نگر کی مکمل روداد آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں (ادارہ)